فتح قسطنطنیہ کی سالگرہ: ایک بشارت جو پوری ہوئی اور آنے والی دیگر بشارتیں

تحریر: استاد عبد اللہ حسین (ابو محمد الفاتح)

(ترجمہ)

ہمارے سامنے فتح قسطنطنیہ کی سالگرہ گزر رہی ہے جو 20 جمادی الأولی 857ھ بمطابق 29 مئی 1453ء کو سلطان محمد فاتح بن مراد ثانی کے ہاتھوں حاصل ہوئی تھی، جس کے ذریعے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی بشارت کو سچا کر دکھایا۔**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَكْتُبُ إِذْ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلاً قُسْطَنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَدِينَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ أَوَّلاً» يَعْنِي قُسْطَنْطِينِيَّةَ.** حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: 'ان دو شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا'، یعنی قسطنطنیہ۔"**وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَتُفْتَحَنَّ الْقُسْطَنْطِينِيَّةُ فَلَنِعْمَ الْأَمِيرُ أَمِيرُهَا وَلَنِعْمَ الْجَيْشُ ذَلِكَ الْجَيْشُ» قَالَ: فَدَعَانِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَغَزَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ.** اور حضرت عبد اللہ بن بشر الخثعمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا؛ پس کتنا بہترین امیر ہوگا اس کا امیر، اور کتنی بہترین ہوگی وہ فوج!" راوی کہتے ہیں: پھر مجھے مسلمہ بن عبد الملک نے بلایا اور مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا، تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے قسطنطنیہ پر لشکر کشی کی۔

یہ بشارت نوجوان محمد فاتح کے ہاتھوں پوری ہوئی، جن کی عمر اس وقت 21 سال سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن ان کی تربیت بچپن ہی سے درست اور بہترین انداز میں کی گئی تھی۔ ان کے والد سلطان مراد ثانی نے ان پر خاص توجہ دی اور انہیں اپنے دور کے بہترین اساتذہ کی شاگردی میں دیا۔ ان اساتذہ میں احمد بن اسماعیل الکورانی بھی شامل تھے، جن کے بارے میں امام سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فاتح کے پہلے معلم تھے۔ انہوں نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ "ایک جلیل القدر عالم اور فقیہ تھے، جن کی برتری اور مہارت کی گواہی ان کے دور کے علماء نے دی، بلکہ وہ انہیں ان کے زمانے کا 'ابو حنیفہ' کہا کرتے تھے"۔ اسی طرح شیخ آق شمس الدین سنقر تھے، جنہوں نے بچپن ہی سے ان کے ذہن میں "فتح قسطنطنیہ" کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث راسخ کر دی تھی، اور یہ نوجوان اس شوق کے ساتھ بڑا ہوا کہ یہ فتح اسی کے ہاتھوں حاصل ہو۔

شیخ آق شمس الدین نے محمد فاتح کو بنیادی علوم یعنی قرآن، حدیث، سنتِ نبوی اور فقہ کی تعلیم دی۔ نیز انہیں عربی، فارسی اور ترکی زبانیں بھی سکھائیں، اور انہیں کچھ طبیعی و عمرانی علوم جیسے ریاضی، فلکیات اور تاریخ بھی پڑھائے۔ یہ سب ان کی شہسواری اور فنونِ سپاہ گری میں شجاعت کے علاوہ تھا۔

اور اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انہیں سرفراز فرمایا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے مستحق ٹھہرے۔ پس فاتح کیا ہی بہترین قائد تھے اور ان کا لشکر کیا ہی بہترین لشکر تھا! ان کے دل ایمان سے لبریز تھے اور ان کے اعضاء تیاری اور سچے جہاد کے لیے متحرک ہو چکے تھے۔ انہوں نے اللہ کے دین کی نصرت کی تو اللہ نے اس عظیم فتح کے ذریعے ان کی نصرت فرمائی، پس تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

سلطان فاتح دور اندیش، صائب الرائے اور صاحب بصیرت تھے۔ وہ جب بھی کوئی خامی دیکھتے، اللہ کے اذن سے اس کا صحیح علاج کرتے، اور جب بھی کوئی رکاوٹ سامنے آتی، اللہ کی مدد سے اسے دور کر دیتے تھے۔ ان کے سامنے تین بڑی رکاوٹیں آئیں جنہیں انہوں نے انتہائی تیز فہمی اور نمایاں ذہانت سے حل کیا:

1- ان کے مجاہدین نے فصیل کے باہر کھلے میدان میں شدید سردی کی شکایت کی، تو انہوں نے ان کے لیے ایک قلعہ تعمیر کروا دیا تاکہ ضرورت کے وقت وہ وہاں پناہ لے سکیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اگر محاصرہ طویل ہو جائے تو فوج محاصرہ اٹھا کر واپس چلی جائے، جیسا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے سابقہ مسلم لشکروں نے کیا تھا؛ بلکہ ان کا عزم یہ تھا کہ قسطنطنیہ کی فتح کے بغیر واپسی نہیں ہوگی، ان شاء اللہ۔

2- اسی طرح قسطنطنیہ کی فصیلیں تین تہوں پر مشتمل تھیں اور ہر تہ کے درمیان چند میٹر کا فاصلہ تھا۔ اس معاملے میں سلطان فاتح سخت فکر مند تھے، کیونکہ ان کے دور میں شدید تباہ کن صلاحیت والے ہتھیار موجود نہ تھے۔ ان کے پاس سب سے طاقتور ہتھیار منجنیق (catapult) تھی، جو بڑے سائز کے پتھر تو پھینکتی تھی لیکن اتنی بڑی فصیل میں شگاف ڈالنے کے لیے کافی نہ تھی۔ چونکہ محمد فاتح دنیا کی عسکری صلاحیتوں پر نظر رکھتے تھے، اس لیے ان کے علم میں آیا کہ اوربان نامی ایک ہنگری کے انجینئر نے خاص طاقت والی توپیں بنانے کا منصوبہ تیار کیا ہے جو فصیلوں کو زمین بوس کر سکتی ہیں۔ اوربان نے پہلے اپنی خدمات قسطنطنیہ کے شہنشاہ کے سامنے پیش کی تھیں لیکن اس نے اس پر توجہ نہ دی۔ تاہم سلطان فاتح نے اس کا شاندار استقبال کیا، اس پر بے دریغ مال نچھاور کیا اور تمام وہ وسائل فراہم کیے جن سے وہ اپنی ایجاد مکمل کر سکے۔ چنانچہ اوربان نے عثمانی انجینئرز کے تعاون سے توپیں بنانا شروع کیں، اور سلطان فاتح خود ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ ابھی تین ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ اوربان نے تین بڑی توپیں تیار کر لیں، اور ایک توپ کے گولے کا وزن تقریباً ڈیڑھ ٹن تھا۔ سلطان فاتح نے فصیل کے قریب توپ کا تجربہ کرنا مناسب نہ سمجھا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نتائج توقع کے مطابق نہ ہوں اور فصیل کے پیچھے سے رومی اسے دیکھ لیں، جس سے مسلمانوں کی ہیبت پر اثر پڑے۔ چنانچہ انہوں نے ادرنہ میں تجربہ کیا جو کامیاب رہا، جس پر انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ان تینوں توپوں کو قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب منتقل کر دیا۔

3- پھر ایک اور معاملہ تھا جو ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ قسطنطنیہ کے گرد خلیج والے علاقے میں فصیل کمزور ہے۔ اگرچہ رومی بھی اس بات سے واقف تھے، لیکن وہ اس بات پر مطمئن تھے کہ مسلمانوں کے بحری جہاز خلیج کے دہانے پر لگی لوہے کی زنجیر کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر سلطان فاتح نے خلیج کی سمت فصیل کے سامنے والی پہاڑی کی سطح سے جہازوں کو پھسلانے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے پہاڑی کی سطح پر لکڑیاں نصب کیں اور ان پر زیتون کا تیل اور چربی کثرت سے ڈالی، پھر ان پر جہازوں کو پھسلایا اور صرف ایک ہی رات میں 70 بحری جہاز خلیج میں اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ معاملہ رومیوں کے لیے انتہائی حیران کن تھا۔ جب صبح ہوئی اور انہوں نے مسلمانوں کے بحری جہازوں کو خلیج میں دیکھا تو ان کے دل خوف و ہراس سے بھر گئے، اور بالآخر نصرت اور فتح حاصل ہوئی، فالحمد للہ رب العالمین۔

ہم درج ذیل اسباب کی بنا پر فتح قسطنطنیہ کی یاد تازہ کرتے ہیں:

پہلا سبب: تاکہ ہر صاحبِ بصیرت دیکھ لے کہ جب مسلمانوں کا اسلام عملی زندگی میں نافذ ہوتا ہے تو ان کی عظمت کتنی بلند ہوتی ہے، اس وقت کفر کا کوئی وجود قائم نہیں رہ سکتا، بلکہ حق کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اذان کی بلندی کی طرح بلند ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوا، چنانچہ فارس اور بازنطین (Byzantine) اس کے سامنے سرنگوں ہو گئے، اور عنقریب ان شاء اللہ بازنطین کی بہن 'روما' بھی ان کے ساتھ مل جائے گی، جو فتحِ روم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے دوسرے حصے کی تصدیق ہوگی۔

دوسرا سبب: تاکہ تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی دیگر تین بشارتوں کے پورا ہونے سے مطمئن ہو جائیں، جس طرح پہلی بشارت پوری ہوئی۔ آپ ﷺ نے ہمیں فتح قسطنطنیہ، فتحِ روم، نبوت کے نقشِ قدم پر خلافتِ راشدہ کی واپسی، اور یہودیوں کے خلاف جنگ اور ان کی بدترین شکست کی بشارت دی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے، یہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔ اور آپ ﷺ کی باقی تینوں بشارتیں اللہ کے اذن سے ضرور پوری ہوں گی، لیکن وہ آسمان سے فرشتوں کے نازل ہونے سے پوری نہیں ہوں گی جو ہمیں یہ بشارتیں تحفے میں دے دیں، بلکہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ ہم اس کے دین کی نصرت کریں تو وہ ہماری نصرت فرمائے گا۔ پس ہم اس کی شریعت قائم کریں گے، اس کی ریاست کے محل کو بلند کریں گے اور اس کی راہ میں جہاد کریں گے، اور تب زمین باقی تینوں بشارتوں سے جگمگا اٹھے گی اور زمین ایک بار پھر خلافتِ راشدہ سے منور ہو جائے گی۔

پس ان تینوں بشارتوں کو حاصل کرنے کے لیے سنجیدہ اور انتھک جدوجہد کی طرف قدم بڑھائیے، جن میں سب سے مقدم خلافتِ راشدہ کا قیام ہے جس کے ذریعے ہم باقی دو بشارتیں حاصل کریں گے، یعنی یہودیوں کے خلاف جنگ اور ان کے غاصب وجود کا خاتمہ، اور اللہ کے اذن سے روم اور صلیب کے تمام شہروں واشنگٹن، لندن اور پیرس کی فتح۔ **﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجاً﴾** "جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیں۔" (سورۃ النصر: 1-2)

سوڈان میں حزب التحریر کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے رکن